ہم بیوہ ہیں، شوہر کا انتقال ہو چکا ہے اور ہماری کوئی اولاد نہیں ہے۔اور میں سرکاری ملازمہ تھی، سرکاری ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد پیسے ملنے پر ہم نے اپنے دو بھتیجوں کو ایک فلیٹ خرید کر دیا تھا(یعنی اس کا ان کو مالک بنادیا تھا)۔ بعد میں ہمیں جب اپنی ریٹائرمنٹ کے باقی پیسے ملے تو اس سے ہم نے اپنے بھتیجوں کے توسط سے ایک اور فلیٹ خریدا، ہم نے دوسرا فلیٹ خریدتے وقت یہ کہا تھا کہ یہ فلیٹ ہماری ذاتی بچت ہے اور یہ دوسرا فلیٹ ہمارے نام سے خریدنا لیکن بھتیجوں نے وہ فلیٹ بھی اپنے نام سے خریدا۔(پہلا فلیٹ بھی میں نے بھتیجوں کو خریدنے کا کہا تھا کہ میری طرف سے اپنے لیے ایک فلیٹ خریدلو اور اس کی قیمت کی ادائیگی بھی میرے ہی اکاونٹ سے کی گئی تھی)

بعد میں وہ دونوں فلیٹ فروخت کر کے اور اس میں مزید پیسے ملا کر ہم نے بھتیجوں کے توسط سے مکان خریدا اور مکان خریدتے وقت بھی یہی کہا کہ مکان ہمارے نام کروانا لیکن بھتیجوں نے ہمارے کہنے کے خلاف دوسری بار بھی مکان اپنے نام سے خریدا۔

دونوں بار ہمارے نام نہ کرنے پر ہم نے تھوڑا بہت ناگواری کا اظہار کیا لیکن زیادہ اعتراض اس وجہ سے نہیں کیا کہ بدمزگی ہوگی اور دوسرا اس وجہ سے کہ یہ تو کاغذی کارروائی ہے اور ہمیں بھتیجوں پر اعتماد ہے لہذا کاغذات کسی کے نام بھی ہوں مکان ہے تو ہمارا ہی۔

ہمارے کہنے کے خلاف مکان بھتیجوں نے اپنے نام کروایا جبکہ اس مکان کو خریدنے میں ہمارے اس فلیٹ کے پیسے بھی شامل ہیں جو ہم نے اپنی بچت کے لیے خریدا تھا بلکہ مکان خریدنے میں ہم نے قرض لے کر اپنے زیورات فروخت کر کے اور کمیٹیاں ڈال کر مزید پیسے بھی ملائے تھے اور اسی وجہ سے کہا تھا کہ مکان ہمارے نام سے لیناجو انہوں نے نہیں کیا۔ مکان خریدتے وقت بھابھی نے بھی قرض لے کر پیسے ملائے تھے۔

(بھتیجوں کا کہنا ہے کہ بھابھی کا مقصد نہ تو قرض دینا تھا اور نہ ہی مکان کی ملکیت میں حصے دار بننا تھا بلکہ انہوں نے اپنے بچوں کی معاونت کے طور پر یہ پیسے دیئے تھے تاکہ وہ مکان خرید سکیں۔)

بھابھی بھی اس بات سے اتفاق کرتی ہیں کہ یہ رقم دیتے وقت دونوں بیٹوں کو اس رقم کا مالک بنادیا تھا، نہ مکان میں حصے دار بننے کے لیے دی تھی اور نہ ہی قرض کے طور پر۔

نیز بڑے بھائی کی اہلیہ نے بھی اپنا زیور بیچ کر وہ رقم اپنے شوہر کو دی تھی اس بھائی کی اہلیہ کا بھی یہ ہی کہنا ہے کہ میں نے بھی یہ رقم اپنے کو شوہر مالک بنا کر دے دی تھی، مکان میں حصہ ــــــــــ (جاری ہے۔۔۔)

دار بنے یا قرض کے طور پر نہیں دی تھی۔ البتہ چھوٹے بھتیجے نے اضافی کوئی رقم شامل نہیں کی۔(یعنی بڑے بھتیجے کی رقم زیادہ تھی اور چھوٹے کی کم)

مکان میں بڑے بھتیجے کے ساتھ پہلی منزل پر ہم رہ رہے ہیں جبکہ زمینی منزل پر چھوٹے بھتیجے کے ساتھ ہماری بھابھی یعنی بھتیجوں کی والدہ رہ رہی ہیں لیکن چھوٹے بھتیجے اور اس کی بہو کے نامناسب رویے کی وجہ سے بھابھی بھی ان کے ساتھ رہنے میں پریشانی محسوس کر رہی ہیں اور وہ بھی ہمارے ساتھ یعنی بڑے بھتیجے کے ساتھ ہی رہنا چاہتی ہیں۔

اب بظاہر خانگی مسائل کے حل کے لیے دونوں بھتیجوں کا الگ ہونا ضروری ہے۔

چھوٹا بھتیجا میاں بیوی اور تین بچے ملا کر پانچ افراد ہیں جبکہ ہم بھابھی اور بڑے بھتیجے کے بیوی اور پانچ بچوں کو ملا کر کل نو افراد ہیں۔

اگر بھتیجوں نے مکان ہمارے نام کیا ہوتا تو مکان فروخت کر کے ہم دونوں بھتیجوں کی ضرورت کے اعتبار سے انہیں حصہ دے دیتے۔

جامعۃ السعید دار الافتاء کراچی اسلامی جمہوریہ پاکستان

اب معلوم یہ کرنا ہے کہ اگر اب مکان فروخت کیا جاتا ہے تو

1۔ مکان کے مالک ہم کہلائیں گے یا کاغذات کا اعتبار ہو گا اور بھتیجے مالک کہلائیں گے؟

2۔ کیا مکان کے دو برابر حصے ہوں گے اور دونوں بھتیجوں کو برابر برابر حصہ دیا جائے گا؟ یا

3۔ مکان فروخت کر کے دونوں بھتیجوں کی ضرورت کے اعتبار سے ایک کو کم اور ایک کو زیادہ دے سکتے ہیں؟ یا

4۔ مکان کی قیمت فروخت میں سے فیصد کے اعتبار سے پہلے فلیٹ کی رقم کے دو حصے کر دیے جائیں جو ہم نے بھتیجوں کو دیے تھے اور وہ فلیٹ جو ہم نے اپنے نام سے لینے کا کہا تھا اس کی رقم اور وہ پیسے جو ہم نے اور بھابھی نے اضافی لگائے تھے وہ واپس لینا چاہیں تو یہ طریقہ ٹھیک ہو گا؟

۱۔ تنقیح: آپ نے اپنے دو بھتیجوں کو ایک فلیٹ خرید کر دیا تھا، اس کی کیا صورت تھی کیا نقد پیسے بھتیجوں کو دے دیئے تھے یا کوئی اور صورت تھی وضاحت کریں؟

جواب: میں نے کہا تھا کہ میری طرف سے ایک فلیٹ اپنے لیے خرید لو اور فلیٹ کی قیمت خریداری کے بعد میرے ہی اکاونٹ سے کی گئی تھی۔

۳۔ تنقیح: یہ فلیٹ قابل تقسیم تھا یا نہیں؟ یعنی اگر اس فلیٹ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا تو دونوں حصوں میں الگ الگ رہائش ممکن تھی یا نہیں؟ اور اگر تھی تو کیا تقسیم کر کے ہر بھتیجے کو متعین طور پر______(جاری ہے۔۔۔)

اس کا حصہ اس کے حوالے کیا گیا تھا یا نہیں یا بھتیجوں نے آپ کی اجازت سے خود تقسیم کر لیا تھا یا نہیں؟

جواب: یہ فلیٹ قابل تقسیم نہیں تھا، یعنی تقسیم کی صورت میں دونوں حصوں میں الگ الگ رہائش ممکن نہیں تھی۔

بواسطہ مولانا اطہر صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً و مصلّیا

اگر کوئی شخص قابلِ تقسیم گھر یا فلیٹ ایک سے زائد افراد کو ہبہ (گفٹ) کرے تو اس کے لیے ہر فرد کو اس کا حصہ تقسیم کر کے اس کے قبضہ میں دینا ضروری ہے، عام حالات میں بغیر قبضے کے ہبہ مکمل نہیں ہوتا لیکن اگر کوئی نا قابل تقسیم گھر یا فلیٹ ایک سے زائد افراد کو ہبہ کرے تو اس صورت میں ہر فرد کا حصہ تقسیم کر کے دینا ضروری نہیں، بلکہ مشترکہ طور پر تمام افراد کو اس کا مالک و قابض بنا دینے سے ہی ہبہ مکمل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر واقعۃً مذکورہ فلیٹ قابل تقسیم نہیں تھا تو یہ ہبہ درست ہو گیا تھا اور دونوں بھتیجے اس فلیٹ میں برابر کے مالک بن گئے تھے اس لیے اس فلیٹ کو فروخت کرنے کے بعد اس سے حاصل شدہ قیمت کے بھی دونوں بھتیجے ہی برابر کے مالک تھے۔ اور جو رقم بھابھی نے دی تھی تو اگر واقعۃً بھابھی نے اس رقم کا مالک اپنے دونوں بیٹوں کو بنا کر دونوں کے قبضے میں دے دی تھی تو اس رقم کے بھی دونوں بھتیجے برابر کے مالک تھے، البتہ جو رقم بڑے بھتیجے کی اہلیہ نے اس کو ہبہ کی تھی اس کا مالک صرف یہ بھتیجا تھا، جبکہ آپ کے فلیٹ سے حاصل شدہ رقم اور مزید جو رقم آپ نے ملائی تھی اس کی مالک آپ تھیں۔

اس تفصیل کے بعد سوالات کے جوابات ترتیب وار ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔۔۔ کیونکہ مذکورہ مکان کی خریداری میں آپ کے پیسے بھی شامل تھے اس لیے بھتیجوں کا مکمل مکان صرف اپنے نام کروالینے سے وہ مکمل مکان کے مالک نہیں بنے بلکہ آپ اور آپ کے بھتیجے اپنی لگائی ہوئی رقم کے تناسب سے اس مکان کی ملکیت میں حصے دار ہیں۔

الاختیار لتعلیل المختار (3/ 12)

فشركة الملك نوعان: جبرية، واختيارية.....

والاختيارية **أن يشتريا عينا** أو يتهبا أو يوصى لهما فيقبلان أو يستوليا على مال أو يخلطا مالهما....

۲۔۔۔ نہیں بلکہ ملائی گئی رقم کے تناسب سے مکان کے تین حصے ہوں گے ___________ (جاری ہے۔۔۔)

جامعۃ السعید کراچی دار الافتاء اسلامی جمہوریہ پاکستان

البحر الرائق شرح كنز الدقائق (5/ 179)

وحكمها في شركة الملك صيرورة المجتمع من النصيبين مشتركا بينهما....

۳،۴۔۔۔ اگر بھتیجے مکان کی رقم برابری یا ضرورت کی بنیاد پر تقسیم کرنے کے لیے راضی نہ ہوں تو پھر اس طرح تقسیم کرنا جائز نہیں، بلکہ اس مکان سے حاصل شدہ رقم ملکیت کے تناسب سے تقسیم کرنا ضروری ہے، البتہ اگر آپ چاہیں تو دونوں بھتیجوں کے حصے الگ کرنے کے بعد اپنے حصے میں سے مزید کچھ رقم بھتیجوں کو دینا چاہیں تو دے سکتی ہیں اور اگر اپنے حصے کی مکمل رقم خود رکھنا چاہیں تو آپ کو اس کا بھی اختیار ہے، لیکن بھابھی اب اپنے بیٹوں کو دی ہوئی رقم کی واپسی کا مطالبہ نہیں کر سکتی، تاہم بیٹے از خود یہ رقم والدہ کو واپس کر دیں تو یہ والدہ کے ساتھ حسن سلوک اور نیکی ہوگی۔

الهداية في شرح بداية المبتدي (4/ 331)

"ولو شرطوا أن يكون الطريق بينهما أثلاثا جاز وإن كان أصل الدار نصفين" لأن القسمة على التفاضل جائزة بالتراضي.

البناية شرح الهداية (11/ 440)

م: (لأن القسمة على التفاضل جائزة بالتراضي) ش: لأن من رضي أن يترك حقه لا يعترض عليه.

الدر المختار (704,699/5)

(ويمنع الرجوع فيها) حروف (دمع خزقه) يعني الموانع السبعة الآتية....

(والقاف القرابة، فلو وهب لذي رحم محرم منه) نسبا (ولو ذميا أو مستأمنا لا يرجع)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد طاہر عفی عنہ

دارالافتاء جامعۃ السعید

نزد نرسری کراچی

۳۰ صفر المظفر ۱۴۴۵ھ

۱۷ ستمبر ۲۰۲۳ء

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح

رئیس دار الافتاء

دار الافتاء — فتوی نمبر ۱۹-۱۹۱۷ — مؤرخہ ۱-۳-۱۴۴۵ھ / ۱۸-۹-۲۰۲۳ء

السعید کراچی